

(سورة فصلت، آیت 4-3)

﴿كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾ ﴿بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثُرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ﴾

”ایک ایسی کتاب جس کی آیات خوب کھول کر بیان کی گئی ہیں، عربی زبان کا قرآن، ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں (3) بشارت دینے والا اور ڈراؤنے والا مگر ان لوگوں میں سے اکثر نے اس سے روکر دانی کی اور وہ سن کر نہیں دیتے۔“

- قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل کیا گیا تاکہ لوگ سمجھ سکیں۔
- یہ کتاب خوشخبری دیتی ہے اور خبردار بھی کرتی ہے۔
- اکثر لوگ اس کی طرف دھیان نہیں دیتے اور اسے قبول نہیں کرتے۔
- وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے دل پر وہ میں ہیں اور ہم اسے سنتا نہیں چاہتے۔

(سورة فصلت، آیت 9-12)

﴿فَلَمَّا نَكَمْ لَكُفُرَوْنَ بِالْأَنْزِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا ذِلْكَ رَبُّ الْعَالَمَيْنِ ﴾ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَابِيْ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَرَ فِيهَا أَقْوَاهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءٌ لِلْسَّائِلِيْنَ ﴾ ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ اثْبِطَا طُوعًا أَوْ كُرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعَيْنَ ﴾ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاءً وَأَوْحَى فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَزَيَّنَاهَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا مَصَابِيْخَ وَحِفْظًا ذِلْكَ تَقْدِيرُ الرَّعِيزِ الْعَلِيِّمِ ﴾

"اے نبی! ان سے کہو، کیا تم اس خدا سے کفر کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھیراتے ہو جس نے زمین کو دودنوں میں بنادیا؟ وہی تو سارے جہاں والوں کا رب ہے (9) اس نے (زمیں کو وجود میں لانے کے بعد) اپر سے اس پر پہاڑ بنا دیے اور اس میں برکتیں رکھ دیں اور اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لیے ہر ایک کی طلب و حاجت کے مطابق بھیک اندازے سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا یہ سب کام چار دن میں ہو گئے (10) پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت محض دھواں تھا اس نے آسمان اور زمین سے کہا "وجود میں آجائے، خواہ تم چاہو یا نہ چاہو" دونوں نے کہا "ہم آگئے فرمابرداروں کی طرح" (11) تب اس نے دو دن کے اندر سات آسمان بنادیے، اور ہر آسمان میں اس کا قانون و حی کر دیا اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا یہ آسمان بنادیے۔ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔"

- اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے آسمان و زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔
- اللہ نے زمین میں پہاڑ رکھے اور اس میں برکت رکھی۔
- زمین کی روزی کا نظام چار دن میں مکمل فرمایا۔
- اللہ نے آسمان کی طرف متوجہ ہو کر اسے درست کیا اور سات آسمان بنائے۔
- ہر آسمان کے امور کو مقرر کیا اور قریبی آسمان کو چراغوں (ستاروں) سے آراستہ کیا۔

(سورة فصلت، آیت 24-19)

﴿حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وَقَالُوا إِنَّا جُلُودُهُمْ لِمَ شَهِدُوا عَلَيْنَاهُمْ قَالُوا أَنْظِفُنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقُكُمْ أَوْ أَنَّ مَرَّةً وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشَهِدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنِنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كُثُرًا إِنَّمَا تَعْمَلُونَ وَذَلِكُمُ ظَنِنَتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرَدَا كُفُرًا صَبَّخْتُمْ مِنَ الْأَكَابِرِينَ فَإِنْ يَضْرِبُوا فَالنَّارُ مَشْوَىٰ لَهُمْ إِنْ يَسْتَخِرُوا فَقَاتُهُمْ مِنَ الْمُعْتَدِلِينَ﴾

”پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔ وہ اپنے جسم کی کھالوں سے کہیں گے ”تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟“ وہ جواب دیں گی ”ہمیں اسی خدا نے گویا ہی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور اب اسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو (21) تم دنیا میں جرام کرتے وقت جب چھپتے تھے تو تمہیں یہ خیال نہ تھا کہ کبھی تمہارے اپنے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے جسم کی کھالیں تم پر گواہی دیں گی بلکہ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہیں ہے (22) تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا، تمہیں لے ڈو با اور اسی کی بدولت تم خسارے میں پڑ گئے“ (23) اس حالت میں وہ صبر کریں (یا نہ کریں) آگ ہی ان کا طھکانا ہو گی، اور اگر جر جوع کا موقع چاہیں گے تو کوئی موقع انہیں نہ دیا جائے گا۔“

- قیامت کے دن دشمنان خدا کو جہنم کی طرف اکٹھا کیا جائے گا۔
- ان کے کان، آنکھیں اور کھالیں ان کے خلاف گواہی دیں گی۔
- وہ حیران ہو کر اپنی کھالوں سے پوچھیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟
- ان کے اعضا جواب دیں گے کہ ہمیں اللہ نے گویا ہی عطا کی، جس نے ہر چیز کو گویا ہی دی۔
- وہ دنیا میں اللہ کی نگرانی سے غافل تھے، اس لیے ان کے اعمال ان کے خلاف گواہ بنیں گے۔
- ان کے کیے گئے گناہ ان پر مسلط کر دیے جائیں گے، اور وہ کسی کو الزام نہیں دے سکیں گے۔

(سورة فصلت، آیت 30-32)

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا رَبِّنَا اللَّهُ ثُمَّ أَسْتَقَامُوا تَنَزَّلَ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾
﴿أَنَّحْنُ أَوْلَيَاً لِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشَاءُونَ﴾ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ

رجيم

” جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے، یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ ” نہ ڈرو، نہ غم کرو، اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے (30) ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی، وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہو گی (31) یہ ہے سلام ضیافت اُس ہستی کی طرف سے جو غنور اور رحیم ہے ”۔“

(سورة فصلت، آیت 34-36)

﴿وَلَا تَنْسُى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اذْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَانَهُ وَإِنْ حَيْمٌ ﴾...﴿ وَمَا يُلَقَّا هَا إِلَّا
الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّا هَا إِلَّا ذُو حَظٍ عَظِيمٍ ﴾...﴿ وَأَمَّا يَنْزَعُ عَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَأَسْتَعِنُ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾﴾

”اور اے بی، نیکی اور بدی کیساں نہیں ہیں تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہوتا ہے تو تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے (34) یہ صفت نصیب نہیں ہوتی مگر ان لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں، اور یہ مقام حاصل نہیں ہوتا مگر ان لوگوں کو جو بڑے نصیبے والے ہیں (35) اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اکسائز محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لے، وہ

سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔“

- نیکیاں اور برائیاں ساری ایک طرح کی نہیں ہوتیں۔
- برائی کا جواب صرف یہ نہیں کہ نیکی کے ساتھ دو، بلکہ اس طریقے سے دو جو سب سے اچھا ہے اور نیکی کا سب سے اونچا درجہ ہے۔
- صبر کرنے والے ہی برائی کا جواب اچھائی سے دے پاتے ہیں۔
- نیکی کرنے سے بہت سے لوگ اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ جیسے کہ ثمامہ بن اثال

﴿سَنُذِّهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوْ لَمْ يُكْفِرُوا إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾

”عنقریب ہم انھیں اپنی نشانیاں دنیا کے کناروں میں اور ان کے نفوں میں دکھائیں گے، یہاں تک کہ ان کے لیے واضح ہو جائے کہ یقیناً کہی حق ہے اور کیا تیر ارب کافی نہیں اس بات کے لیے کہ بے شک وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔“

- نشانیوں سے مراد ظاہری اسباب کی قلت کے باوجود اسلام کی فتوحات ہیں۔
- ”الافق“ سے مراد مکہ کے گردوبیش میں اسلام کا غالبہ ہے جو بدر، احد، خندق اور دوسرے معزکوں کے ساتھ جزیرہ عرب پر اور آخر کار پوری زمین کے مشرقی اور مغربی کناروں تک پھیل گیا۔
- اور ”الْفُحْمِ“ سے مراد مکہ کی فتح ہے جو بجائے خود اسلام کے حق ہونے کی بہت بڑی دلیل تھی۔
- یعنی مسلمانوں کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے اگر کوئی کہے کہ اسلام اور مسلمانوں کا غالبہ کفار قریش پر اور کل عالم پر کیسے ممکن ہے تو اسے کہو، کیا تمہارا رب یہ کام کرنے کے لیے اکیلا کافی نہیں؟

(سورة شوری، آیت 3)

﴿كَذَلِكَ يُوحَى إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

” اللہ جو زبردست اور حکمت والا ہے، آپ کی طرف اور آپ سے پہلے (رساولوں) کی طرف اسی طرح وحی کرتا رہا ہے“

- جس طرح یہ قرآن تیری طرف نازل کیا گیا ہے اسی طرح تجھ سے پہلے انہیا پر صحیفے اور کتابیں نازل کی گئیں۔

(سورة شوری، آیت 11)

﴿فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَذْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَذْوَاجًا يُنْدَرُونَ كُلُّهُ فِيهِ لَيْسَ كَيْفَلَةً لَهُ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

”(وہ) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمہارے لیے تمہارے نفوں سے جوڑے بنائے اور جانوروں سے بھی جوڑے۔ وہ تھیں اس (جہاں) میں پھیلاتا ہے، اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔“

(سورة شوری، آیت 13)

﴿شَرَعَ لَكُم مِّنَ الَّذِينَ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْتَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا إِلَيْهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الَّذِينَ وَلَا
تَغْفِرَ قُوافِيَّةً كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَعْلَمُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ﴾

”اس نے تحارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا جس کا تاکیدی حکم اس نے نوح کو دیا اور جس کی وجہ سے ہم نے تیری طرف کی اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا، یہ کہ اس دین کو قائم رکھو اور اس میں جدا جدائہ ہو جائے۔ مشرکوں پر وہ بات بھاری ہے جس کی طرف تو انھیں بلا تا ہے، اللہ اپنی طرف چن لیتا ہے جسے چانتا ہے اور اپنی طرف راستہ اسے دیتا ہے جو رجوع کرے۔“

- اصول سب انبیاء کے درمیان مشترکہ تھے۔
- اسی بات کو نبی ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: ہم انبیاء کی جماعت علیٰ بھائی، ہیں، ہمارا دین ایک ہے۔

(سورة شوری، آیت 20)

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَذَرَهُ فِي حَرْثٍ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْأَنْجَانُوْتِ وَمَنْ هَا وَمَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مَنْ نَصَبَهُ﴾

”جو کوئی آخرت کی کھیت چاہتا ہے ہم اس کے لیے اس کی کھیت میں اضافہ کریں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیت چاہتا ہے اسے ہم اس میں سے کچھ دے دیں گے اور آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں۔“

- اللہ تعالیٰ نے دنیا کو آدمی کے لیے کھیت بنایا ہے، وہ اس میں جو بوئے گاو، ہی کاٹے گا اور جس چیز کا ارادہ کرے گاو، ہی ملے گی۔
- آخرت کی کھیت کا ارادہ رکھنے والے کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ اسے دنیا میں کچھ نہیں ملے گا۔ دنیا تو نیک ہو یا بد ہر ایک کو تھوڑی یا زیادہ ملنی ہی ملتی ہے، آخرت کے متعلق بشارت دی کہ ہم اس کے لیے اس کی کھیت میں اضافہ کریں گے، کیونکہ اس کی نیت اور کوشش اسی کی ہے۔
- اضافہ یہ ہے کہ دنیا میں اسے مزید نیکیوں کی توفیق دیں گے اور آخرت میں ایک نیکی کو دس گناہ سے ہزاروں لاکھوں تک بلکہ شمار سے بھی زیادہ بڑھائیں گے اور دائمی نعمتیں عطا کریں گے

(سورة شوری، آیت 30)

﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَإِنَّا لَكُمْ وَيَغْفُورُ عَنِ الْكَثِيرِ﴾

”اور جو بھی تحسیں کوئی مصیبت پہنچی تو وہ اس کی وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کم کیا اور وہ بہت سی چیزوں سے درگزر کر جاتا ہے۔“

- اللہ تعالیٰ نے دنیا کو آدمی کے لیے کھیت بنایا ہے، وہ اس میں جو بوئے گاوہی کاٹے گا اور جس چیز کا ارادہ کرے گاوہی ملے گی۔
- آخرت کی کھیتی کا ارادہ رکھنے والے کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ اسے دنیا میں کچھ نہیں ملے گا۔ دنیا تو نیک ہو یا بد ہر ایک کو تحوڑی یا زیادہ ملنی ہی ملنی ہے، آخرت کے متعلق بشارت دی کہ ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کریں گے، کیونکہ اس کی نیت اور کوشش اسی کی ہے۔

اضافہ یہ ہے کہ دنیا میں اسے مزید نیکیوں کی توفیق دیں گے اور آخرت میں ایک نیکی کو دس گناہ سے ہزاروں لاکھوں تک بلکہ شمار سے بھی زیادہ بڑھائیں گے اور دائیٰ نعمتیں عطا کریں گے۔

(سورة شوری، آیت 36-37)

﴿فَمَا أُوتِيْشُم مِّنْ شَيْءٍ فَتَبَعُّ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرُ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا عَصَبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ﴾

”پس تمھیں جو بھی چیز دی گئی ہے وہ دنیا کی زندگی کا معمولی سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے، ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب بھی غصے ہوتے ہیں وہ معاف کر دیتے ہیں۔“



(سورہ شوری، آیت 40)

﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَاتِهِ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَأَ وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ﴾

”اور کسی برائی کا بدل اس کی مثل ایک برائی ہے، پھر جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ بے شک وہ
ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔“

- انتقام میں حد سے تجاوز نہ ہو۔
- انتقام زیادتی کے عین برابر ہو، اس سے زیادہ نہ ہو۔
- انتقام لیتے ہوئے اس زیادتی سے ذمہ برا بر اضافہ نہ ہونے دینا جو کی گئی ہے محال نہیں تو بہت مشکل ضرور ہے، اس لیے آخر میں پھر عفو و اصلاح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس کا اجر اپنے ذمے لیا۔
- حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہاں فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا بہت عمده کلام نقل فرمایا ہے، جس میں انھوں نے دو آیات کے حوالے سے اور طبعی و عقلي حوالے سے عفو کی فضیلت بیان کی ہے۔ انھوں نے فرمایا: ”جب کوئی شخص تمہارے پاس کسی شخص کی شکایت لے کر آئے تو اسے کہو، میرے بھائی! اسے معاف کر دو، کیونکہ عفو تقویٰ کے زیادہ قریب ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَإِن تَعْفُواْ أَثْرَبْ لِتَقْوَى﴾ [البقرة: ٢٣] اور یہ (بات) کہ تم معاف کر دو تو تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔“ اگر وہ کہے میر ادل معاف کرنے کو برداشت نہیں کرتا، میں تو انتقام لوں گا، جیسے مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اسے کہو، اگر تم اچھے طریقے سے انتقام لے سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ عفو کی طرف پلٹ آؤ، یہ بہت وسعت والا دروازہ ہے، کیونکہ جو معاف کر دے اور اصلاح کرے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے، فرمایا: ﴿فَمَنْ عَفَأَ وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ﴾ [الشوری: ٣٠] پھر جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔“ اور معاف کر دینے والا رات سکون سے بستر پر سو جاتا ہے، جبکہ انتقام لینے والا مختلف معاملات کی وجہ سے پہلو بد تار ہتا ہے۔“ ابن أبي حاتم :۱۰، ح: ۳۲۸۰، ق: ۱۸۳۸۸، قال المحقق سدہ صحیح [

(سورة شوری، آیت 53)

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَزَاءَ حَجَابٌ أَوْ يُزِيلَ رَسُولًا فَيُوَحِّي بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ﴾

” اور کسی بشر کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وہی کے ذریعے، پار دے کے پچھے سے، یا یہ کہ وہ کوئی رسول بھیجے، پھر اپنے حکم کے ساتھ وہی کرے جو چاہے، بے شک وہ بے حد بلند، کمال حکمت والا ہے۔“

• کفار چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کلام کرے۔